www.emarsiya.com

شہادت حضرت عباس علمدار علیہ السلام

مرثیہ ۸

عباسؑ جب فرات کی جانب رواں ہوئے ۱ اطفال تشنہ کام کے دل شادماں ہوئے
دستِ دعا بلند سوئے آسماں ہوئے خالق سے التجا گناں خورد و کلاں ہوئے
غازی کو فتح و غلبہ و نصرت نصیب ہو
پیاسوں کو آبِ سرد کی نعمت نصیب ہو

اللہ رے ہیبتِ اسدِ شیرِ ذوالجلال ۲ جُنباں تھا چرخ، زیر و زبر عرصۂ جدال
تکبیر سے لرزتے تھے دشت و در و جبال سہمی ہوئی تھی فوج یزیدِ زبوں خصال
روکے رُکا نشانوں سے رستہ نہ شیر کا
دم بھر میں تھا فرات پہ قبضہ دلیر کا

شکیزہ بھر کے خیمے کی جانب جو کی نظر ۳ روکے کھڑے تھے راہ مُلاعین بد سیر
حملہ کیا جری نے تو مثلِ خیارِ تر گرنے لگے لعینوں کے جسموں سے کٹ کے سر
دستوں کے دستے واصلِ فی النار ہو گئے
کُشتوں کے پُشتے، لاشوں کے انبار ہو گئے

دیکھا جو ابنِ سعد نے بدلا ہوا ہے رنگ ۴ رن میں چھڑی ہوئی ہے بڑے تہلکے کی جنگ
یوں لڑ رہا ہے لاکھوں سے اِک مردِ بے درنگ شانِ وغا پہ جس کی ہیں اہلِ عرب بھی دنگ
آواز دی کہ بُزدلو! اندھیر مت کرو
چاروں طرف سے ٹوٹ پڑو دیر مت کرو

نرغے میں اک شقی نے یہ طرفہ ستم کیا ۵ پیچھے سے بڑھ کے داہنا بازو قلم کیا
غازی نے بائیں ہاتھ سے اونچا علم کیا دانتوں سے مشک تھامنے کو جسم خم کیا
ناگاہ بائیں ہاتھ پہ مارا کسی نے ہاتھ
تھامے ہوئے علم کو گرا دور کٹ کے ہاتھ

اِتنے میں ایک تیر لگا آ کے مشک پر ۶ پانی بہا تو آنکھیں ہوئیں آنسوؤں سے تر
نوفل نے سر فگار کیا گرز مار کر زیں سے گرا زمیں پہ وہ جرار خوش گہر
آواز دی کہ اے شہِ ابرار! اَلمدد
راہِ خدا کے قافلہ سالار! اَلمدد

شہ نے سُنی جو بھائی کی آوازِ دلخراش ۷ غم سے جگر دو نیم ہوا قلب پاش پاش
بولے نہ جیتے جی رہے کرتے یہ عزم کاش پانی ہی کے بہانے سے تھی موت کی تلاش
اَفسوس تم بھی چل دیئے مُنہ مجھ سے موڑ کر
تنہا ستم شعاروں کے نرغے میں چھوڑ کر

www.emarsiya.com

... پدر کی مدد کرو ۸

آواز دی ہے قوتِ بازو نے بھائی کو — تھرا رہے ہیں پاؤں کمر میری تھام لو
تاخیر مت کرو مرے نورِ نظر چلو — ایسا نہ ہو کہ بھائی کو زندہ نہ پا سکوں

وقتِ اخیر بھی نہ گلے سے لگا سکوں

پھر اپنے راہوار پہ چڑھ کر شہِ ہُدا ۹ دوڑے بحالِ زار سوئے عرصۂ وغا
پہنچے جو رزمگاہ میں دیکھا یہ سانحہ — بھائی کا بایاں ہاتھ پڑا ہے کٹا ہوا

شہ نے اُتر کے گھوڑے سے فوراً اُٹھا لیا
بوسہ دیا، کلیجے سے اپنے لگا لیا

کچھ دور چل کے داہنا ہاتھ آگیا نظر ۱۰ وہ بھی اُٹھا لیا شہِ بےکس نے دوڑ کر
چوما اُسے بھی دل سے لگا کر بچشمِ تر — پھر آہ سرد بھر کے چڑھے راہوار پر

آگے چلے تو لاشِ علمدار مل گئی
شہ کو شبیہ جعفرِ طیّار مل گئی

بولے لپٹ کے بھائی سے یوں سرورِ امام ۱۱ بھیا! خموش کیوں ہو کرو مجھ سے کچھ کلام
کی عرض اب حضور سے چھٹتا ہے یہ غلام — فرمایئے قبول مرا آخری سلام

افسوس کر سکا نہ زیارت امام کی
پوری ہوئی نہ آخری حسرت غلام کی

ہے ایک آنکھ تیر سے زخمی مری شہا! ۱۲ اور دوسری میں زخم کا خوں ہے بھرا ہوا
آنکھوں کے کھولنے کی جو صورت ہو نما — کر لوں دمِ اخیر میں دیدار آپ کا

آنکھوں کا خون صاف کیا جب امام نے
بھائی کو دیکھا بھائی نے آنکھوں کے سامنے

سقائے اہلبیت نے کی پھر یہ التجا ۱۳ خیمے میں لے نہ جائیں مجھے بہرِ کبریا
منہ کس طرح بھتیجی کو اپنی دکھاؤں گا — وعدہ جو کر کے آیا تھا پورا نہ کر سکا

مانا کہ بے وفا ہوں مگر شرمسار ہوں
ننھی سی شاہزادی کا تقصیروار ہوں

مشکیزہ چھد کے رہ گیا مولا! خطا معاف ۱۴ پانی تمام بہ گیا مولا! خطا معاف
پھر بھی یہ جبر سہ گیا مولا! خطا معاف — گزری جو دل پہ کہہ گیا مولا! خطا معاف

تسلیم ہے رضا مجھے ربِ عباد کی
میّت پہ کوئی روئے نہ مجھ نامراد کی

شہ نے کہا گناہ و خطا سے بری ہو تم ۱۵ عصمت کی روح، نازشِ پیغمبری ہو تم
شیرِ خدا کے شیر ہو، مردِ جری ہو تم — افضل ہو سب شہیدوں سے تم حیدری ہو تم

تم پیکرِ وفا و حیا ہو، غیور ہو
جانِ رضا ہو، فدیۂ ربِ غفور ہو

www.emarsiya.com

... ادب سے تم نے جو چاہا کہا مجھے ۱۶ حضرت کبھی کہا کبھی مولا کہا مجھے
خادم کہا خود اپنے کو، آقا کہا مجھے — حسرت رہی نہ بھولے سے بھیا کہا مجھے
لب کیا ہلائے غازی نے منکا ہی ڈھل گیا
آواز تو نکل نہ سکی، دم نکل گیا

مشک و علم لئے ہوئے القصہ مختصر ۱۷ خیمے میں آئے سرورِ اکبر بچشم تر
پوچھا سکینہ نے مرے عموؑ گئے کدھر — شہ بولے بیٹی! آنکی قضا لیگئی جدھر
عموؑ تمہارے دارِ فنا سے گزر گئے
پانی کی آس تھی تمہیں جن سے وہ مر گئے

سیدانیوں میں پہنچی جو یہ جانگزا خبر ۱۸ برپا ہوا وہ حشر کہ تھرا گئے جگر
دُھنتی تھی کوئی سینہ کوئی پیٹتی تھی سر — لپٹی ہوئی عَلم سے سکینہ تھی نوحہ گر
کہتی تھی ہائے میں نے یہ کیسا غضب کیا
عموؑ سے ایسے وقت میں پانی طلب کیا

کیا جانتی تھی میں کہ جو دریا پہ جائینگے ۱۹ ہاتھوں سے ہاتھ دھوئینگے شانے کٹائینگے
سینے پہ تیر گُرزِ گراں سر پہ کھائینگے — عموؑ مرے نہ لوٹ کے خیمے میں آئینگے
یوں مجھ سے مُنہ چھپائینگے میں جانتی نہ تھی
دُنیا سے روٹھ جائینگے میں جانتی نہ تھی

ممتاز اب خموش کہ تابِ بیاں نہیں ۲۰ جو ہو سکے تمام یہ وہ داستاں نہیں
واللہ یہ وہ آگ ہے جسمیں دھواں نہیں — وہ دل نہیں جو اس غمِ جاں سے تپاں نہیں
مانا کہ ناتمام ہے یہ مرثیہ ہنوز
نقشِ دلِ انام ہے یہ مرثیہ ہنوز

سلام

حسینؑ یوں نظر آتے تھے جاں نثاروں میں — گُلاب جیسے ہو پھولوں میں چاند تاروں میں
نہ پیشِ اہلِ نظر ہے نظیر چودہ کی — نہ کوئی نسل بہتر کا دین داروں میں
رہے گی نکہتِ تطہیر تا اَبد قائم — ریاضِ فاطمہؑ زہرا کے گُل عذاروں میں
نقوشِ حق نہ مٹائے مٹینگے باطل سے — کہیں چُھپانے سے چھپتے ہیں پھول خاروں میں
وہ ناشناسِ پیمبر نہیں تو پھر کیا ہیں ؟ — نہیں جو آلِ پیمبر کے غم گُساروں میں
نبیؐ کا باغ تھا معمور صبح تک جن سے — دمِ زوال خزاں تھی اُنھیں بہاروں میں
حسینؑ بھر گئے برقِ شبابِ عزم و عمل — خدا پرست ضعیفوں میں، شیر خواروں میں
اَلَسْت کے عونؑ و محمدؑ نے رکھدیا زنکو — در آئے شیروں کے مانند جب ہزاروں میں
رہینِ منتِ عباسؑ نامور ہے وفا — وفا کی شان ہے جبتک وفا شعاروں میں
صدائے حجتِ سلطانِ کربلا سُن کر — فضا خموش تھی، سکتہ تھا کوہساروں میں
جو سوز درد ہے ممتاز جانِ شہرگِ دل — کہاں وہ ساز رباب طرب کے تاروں میں